Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | پیر ۲۰ رجب ۱۴۰۹ھ ۲۷ تبلیغ ۱۳۶۸ ہش ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء | نمبر ۴۹

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

[ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں بہت سے پیروں کے پاس گیا ہوں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں تھوڑے دن رہ کر پھر چلا جاتا ہوں اور طبیعت اس سے بد اعتقاد ہو جاتی ہے اس کے علاوہ مجھ میں غیبت کا عیب عبادت میں بھی دل نہیں لگتا اور بھی بہت سے عیب ہیں]

دو مَیں نے سمجھ لیا ہے۔ اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے۔ باقی جو کچھ ہیں اس کے عوارض ہیں۔ دیکھو۔ انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا۔ اور صبر و استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے۔ پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے۔ کیا ایک زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اس کے پھل کاٹنے کے فکر میں ہو جاتا ہے۔ یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں۔ وہ سخت نادان ہے جو اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے۔ اس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہیئے جس کو اپنے عیب غیب کی شکل میں نظر آجاویں ورنہ شیطان بدکاریوں اور بد اعمالیوں کو خوشنما رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔ پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ بغیر اس کے کچھ نہیں ہے۔ جو شخص اہل اللہ کے پاس اس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے۔ یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہیئے۔ ساری حکومتوں کو جب تک چھوڑتا نہیں کچھ بھی نہیں بنتا۔ جب بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنی بہت سی شکایتیں بیان کرتا ہے۔ مگر طبیب شناخت اور تشخیص کے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ اصل میں فلاں مرض ہے وہ اس کا علاج شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح سے تمہاری بیماری بے صبری کی ہے اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو رفع ہو جائیں گی۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اور اس وقت تک طلب میں لگا رہے جب تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے۔ جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہنچاتا، انسان بامراد نہیں ہو سکتا۔ اور یوں خدا تعالیٰ قادر ہے وہ چاہے تو ایک دم میں بامراد کر دے۔ مگر عشقِ صادق کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ راہِ طلب میں پویاں رہے۔ سعدی نے کہا ہے ؎

گر نباید بدوست رہ بُردن
شرطِ عشق ہست در طلب مُردن

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

دعا کی خصوصی درخواست

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم سیدنا حضرت فضل عمر کی صحت آج کل مختلف عوارض کی وجہ سے کمزور رہتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ان کے بعض اپریشن بھی ہوئے تھے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس قیمتی اور قابلِ احترام ہستی کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل شفا عطا فرمائے اور صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

• جماعت کے ایک مخلص خادم مکرم سید محمد امین صاحب جو لمبا عرصہ بیرون پاکستان ایک جماعت کے صدر چلے آرہے ہیں اور نہایت اخلاص محنت اور تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں اچانک بیمار ہونے پر واپس پاکستان آئے ہیں اور دارالعلوم شرقی ربوہ میں نزیل ہیں۔ ڈاکٹری مشورہ پر (اینجیوگرافی) کروائی گئی جس سے یہ انکشاف ہوا کہ دل کی تین بڑی نالیوں میں اس قدر رکاوٹ ہے کہ فوری اپریشن ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ۱۴ مارچ ہارٹ بائی پاس گرافٹنگ کے لئے تاریخ دی گئی ہے۔ یہ اپریشن (خدانے چاہا تو) راولپنڈی میں ہوگا۔ احباب کی خدمت میں اس مخلص دوست کی کامل صحت یابی اور بیماری سے نجات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (وکیل المال ثانی)

• مکرم نصیر الرحمٰن صاحب ناصر سنوری لاہور کی والدہ محترمہ حمیدہ حفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم حفیظ الرحمٰن صاحب سنوری کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اور آجکل لاہور میں زیر علاج ہیں اسی طرح مکرم نصیر الرحمٰن صاحب خود بھی بعض عوارض میں مبتلا ہیں۔

• مکرم ڈاکٹر پروفیسر ولی محمد صاحب ساغر فیصل آباد کا بھانجا عزیزم خرم شہزاد احمد بعارضہ یرقان گزشتہ ایک ہفتہ سے شدید بیمار ہے اور الائیڈ ہسپتال میں داخل ہے بچہ کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر چکی ہے احباب سے بچہ کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(آفتاب احمد ابن عبدالسلام اختر فیصل آباد)

• مکرم وسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ اسلام آباد نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے کہ ان کے ہاں مورخہ ۲۱/۲/۸۹ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو کامل و عاجل شفاء عطا فرمائے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے اور خادم دین بنائے
ناظر اصلاح و ارشاد

ہماری اعلیٰ لذّات
ہمارے خدا میں ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ر تبلیغ ۱۳۶۸ ہش ۲۷ر فروری ۱۹۸۹ء

تحریک وقف نو

کچھ عرصہ ہوا ہم نے احباب جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تھی کہ جماعت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ امام جماعت کی آواز کو ہر احمدی گھرانے تک پہنچایا جائے ایسا کرنے کے لئے کئی ذرائع اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک ذریعہ الفضل بھی ہے۔ ہم اس بات پر زور نہیں دیتے کہ الفضل ہی کو ذریعہ بنایا جائے۔ لیکن اس بات پر ضرور زور دیتے ہیں کہ ذریعہ چاہے کوئی استعمال کریں لیکن آواز یوں پہنچائی جائے کہ جماعت کا کوئی فرد اس سے محروم نہ رہے۔ امام کی ہر بات کسی نہ کسی سمت لے جانے والی ہوتی ہے اور اگر ہر شخص تک آواز نہ پہنچے تو ایک سمت میں کیسے چلا جا سکتا ہے۔ اور اس چلنے میں تیزی کیسے آسکتی ہے۔

گزشتہ ایام میں حضور انور نے تحریک وقف نو کیلئے جو دو سال کا اضافہ فرمایا ہے وہ اس لحاظ سے تو خوش کن ہے کہ اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ بچے شامل ہو سکیں گے لیکن آپ نے غور کیا کہ اس کا دوسرا پہلو ہماری ایک خامی کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ پانچ ہزار کی تعداد ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی آواز کو سب تک پہنچایا نہیں گیا۔ اگر واقعی آواز کو سب لوگوں تک پہنچایا نہیں گیا تو جن دوستوں نے اپنے بچوں کو اس تحریک میں پیش نہیں کیا۔ ان کا کیا قصور ہے۔ یہ دراصل ہماری ایک کوتاہی کی نشان دہی کی گئی ہے۔

احباب جماعت کو اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے اخبار الفضل میں شائع ہونے والے اعلان بیوت الذکر میں سنائے جانے چاہئیں۔ اگر کسی بیت الذکر میں ۵سو دوست آتے ہیں تو ہو سکتا ہے ان میں سے صرف ایک سو اشخاص کو اخبار الفضل پڑھنے کا موقع ملتا ہو۔ اور اس کے علاوہ بھی ان کے پاس کوئی اور ذریعہ حضرت امام جماعت کے پیغام کے سننے کا نہ ہو۔ ہم یہ چاہیں گے کہ محلوں کے صدر۔ جماعتوں کے امراء اور تربیت کرنے والے مربی درس کے اوقات میں حضور انور کی تمام تحریکات۔ اس وقت خاص طور پر تحریک وقف نو۔ کو اپنے درس میں شامل کریں اور گھر گھر جا کر بھی اس تحریک کی طرف توجہ دلائیں

میری دعا ہتھیار ہے میرا
ان سے باتیں، پیار ہے میرا
آنکھیں سوتی ہیں سو جائیں
خیر سے دل بیدار ہے میرا

ـــــ ابوالاقبال

"حالِ دل"

دعا میری بھی سُن اے آسماں کے دیکھنے والے
شفا مجھ کو بھی دے دردِ نہاں کے دیکھنے والے

بڑی شوخی سے چہروں پہ بناتی ہے نقوش اپنے
سدا حیرت میں ہیں عمرِ رواں کے دیکھنے والے

کٹی تھیں انگلیاں، زخمی زبانیں تھیں، دہاں پُرخوں
عجیب تھے حال اہلِ گلستاں کے دیکھنے والے

کہیں ایسا نہ ہو غافل زمیں گردش میں آجائے
سنبھل اے انقلابِ آسماں کے دیکھنے والے

چمن کے پتے پتے نے کہی جب داستاں میری
تھے تیور بدلے بدلے رازداں کے دیکھنے والے

تو ُہی شافع، تو ُہی مُرسل، تو ُہی کون و مکاں کا دِل
کہاں جائیں تمہارے آستاں کے دیکھنے والے

جہاں پر طالب و مطلوب میں کچھ فرق مشکل تھا
نجانے کیسے منظر تھے وہاں کے دیکھنے والے

دیا ترتیب جب بھی ازسرِ نو آشیاں ہم نے
عجب انداز تھے برقِ تپاں کے دیکھنے والے

تسلی دی ہے اپنے دل کو، اکثر ہم نے یہ کہہ کر
بہاریں بھی تو دیکھیں گے خزاں کے دیکھنے والے

جو پوچھا حالِ دل اُن سے کبھی ہم نے، تو یوں بولے
تم آئے زخمِ دل میرا کہاں کے دیکھنے والے

ترے کوچے میں گر آئیں، نہ واپس پھر کبھی جائیں
یہیں رہ جائیں گے باغِ جناں کے دیکھنے والے

منیرہ سانس لب پر، آنکھ میں تصویرِ جاناں تھی
لرز اُٹھے سبھی آشفتہ جاں کے دیکھنے والے

سیدہ منیرہ ظہور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلالپوری

میاں عبدالسمیع نون - ایڈووکیٹ سرگودھا

آج میں نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ہنجرا ہلال پوری جو "مولوی فاضل منشی فاضل" مشہور تھے کے حالات پر مشتمل ایک مقالہ سپرد قلم کروں کسی بلند پایہ بزرگ کی نسبت اظہار کرتے وقت قدرتی طور پر ایک احساس کمتری پیدا ہوتا ہے کہ کہاں وہ روشنی کا مینار اور کہاں میں ایک دیہاتی ناتراشیدہ کندہ بھلا میں کسی عالم ربانی کی توصیف کیا بیان کر سکوں گا اور پھر آجکل کے دور میں اظہار پر بھی نارواپابندیاں عائد کی گئیں ہیں میں صرف مشاہدات کی زبان سے ہی بات کروں گا لیکن اس میں بھی قدم قدم پر تعزیر کا خوف ہے۔

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کے والد بزرگوار کا نام مولوی محمد بخش صاحب تھا ذات جٹ ہنجرا تھی ہلال پور نوناں تحصیل بھلوال میں پیدا ہوئے حضرت موصوف کو بچپن ہی سے بلا کا حافظہ ذہن رسا اور ہر معاملے کی گہرائی تک پہنچنے والی بصیرت عطا ہوئی تھی آپ کے والد صاحب بلکہ سارا خاندان با اصول عالمانہ فضیلت ۔ جاہ وجلال عزت و وقار کا حامل تھا گاؤں کے کسی گلی کوچے سے مولوی محمد بخش صاحب گزر رہے ہوں تو بڑے چھوٹے مردوزن سبھی احتراماً صف آرا ہو جاتے تھے اور جب تک مولوی صاحب دور نہ نکل جاتے تھے سبھی لوگ عقیدت و احترام کی تصویر بنے کھڑے رہتے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بڑے پختہ عالم تھے ابتداء میں احمدیت کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔

موضع ہلال پور نوناں جو تخت ہزارہ کے نواح میں ضلع سرگودھا اور گجرات کی سرحد پر واقع ہے ایک کوردیہہ تھا نہ کوئی سڑک نہ راستہ نہ ریل کا اس طرف گزر۔ لوگ ۲۵/۲۴ میل کا پیدل سفر کر کے بھلوال تک پہنچتے جہاں سے اوائل بیسویں صدی میں ایک ریلوے لائن گزرتی - اور یہی واحد ذریعہ مواصلات تھا اس موضع میں راقم الحروف کے پردادا حضرت حافظ غلام مصطفیٰ صاحب جو قرآن و حدیث کے اچھے عالم تھے انہوں نے دارقطنی کی حدیث پڑھ کر سنائی ہوئی تھی جس میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن لگنے کا ذکر ہے۔ حضرت حافظ صاحب خود تو وفات پا چکے لیکن میرے والد صاحب میاں عبدالعزیز صاحب نون نے جب وہ علامت ظاہر ہوئی خود قادیان جا کر حضرت بانی سلسلہ کی زیارت کی اور یہ زمانہ اوائل ۱۹۰۳ء کا تھا چنانچہ میرے ابا بتاتے تھے کہ نگہ جو پڑی تو اسیر دام ہو گئے فرماتے تھے کہ مجھے کسی دلیل کی حاجت نہ رہی اور صرف ایک ہی کسوٹی مجھے مل گئی جس پر میں نے فوراً ہی فیصلہ کر دیا۔ اور وہ یہ تھی کہ

"عشق الٰہی وسّے منہ تے ولیاں ایہہ نشانی"

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب میرے ابا جان کے ہم عمر اور یک رنگ دوست بھی تھے لیکن انہیں اس طرف بوجہ عالمانہ پس منظر کے فوری توجہ نہ ہوئی۔

ایک دن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت میاں حسن محمد صاحب باشندہ سکنہ اورحمہ جو چھوٹے سے گدھے پر سوار ہو کر جوان کے لئے "....." کا کام دیتا تھا روزانہ دعوت الی اللہ کے سفر پر نکل جاتے تھے ایک روز ظہر یا عصر کی نماز کے وقت ہمارے گاؤں ہلال پور کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے غالباً آئینہ کمالات (دین حق ۔ ناقل) ان کے پاس تھی نماز شروع کی تو وہ ساتھ ہی مصلّے پہ رکھدی حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب پہلے سے نماز پڑھ رہے تھے جب انہوں نے نماز ختم کی تو پاس پڑی کتاب پر نگہ پڑی اٹھا کر ایک دو ثانیے میں کچھ حصہ پڑھا زیادہ سے زیادہ ایک دو صفحات پڑھے ہوں گے کیونکہ روایت ہے کہ کوئی صفحہ الٹا نہیں تھا جہاں سے کتاب کھلی وہیں سے دیکھتے رہے۔ اور پھر یہاں حسن محمد صاحب کے نماز ختم کرنے سے پہلے ہی اُسی جگہ کتاب رکھدی وہ اپنے والد صاحب سے بے حد مرعوب تھے لیکن اس کتاب کے محض سرسری سے دیکھنے کی معجزانہ تاثیر نے یوں دل پلٹ دیا کہ اسی روز بیعت کا اعلان کر دیا پہلے بھی میرے والد صاحب کے ہمنشین تھے اب تو محفلیں جمنے لگیں لیکن حضرت بڑے مولوی صاحب کے ادب کے لحاظ سے چھپ چھپ کر بیٹھتے کہ بڑے مولوی صاحب کو ان دونوں کا باہم مل بیٹھنا گوارہ نہیں تھا بلکہ برملا کہتے تھے کہ "عزیزو نے اسماعیلونوں پٹ سٹیا" یعنی عبدالعزیز (میرے والد صاحب) نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو گمراہ کر دیا ہے میرے ابا نمبردار تھے ۔ یوں بھی صاحب وجاہت اور کسی مخالف سے خوف وذرہ نہیں ہوتے تھے۔ لیکن بڑے مولوی صاحب کے احترام کے پیش نظر خفیہ ملاقاتیں حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب سے کرتے تھے تا مولوی محمد بخش صاحب اپنے بیٹے پر زیادہ ناراض ہو کر گھر سے نکال دینے وغیرہ کا اقدام نہ کر بیٹھیں۔ اگرچہ حضرت مولوی صاحب نے ہرچہ بادا باد کہہ کر اس میدان میں قدم رکھا تھا اور انہیں عواقب سے کبھی پریشانی نہ ہوئی تھی لیکن حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ نے تو "درکلامے تو چیزے است کہ دیگراں را دراں دخلے نیست" کا نظارہ دیکھا ہوا تھا اور وہ ایک ہی نظر میں گھائل ہو چکے تھے۔ حضرت مولوی صاحب بہت تیز قدم تھے انہوں نے ایمان و ایقان کی منازل نہایت سرعت کے ساتھ طے کیں لیکن ہلال پور اپنی تنگ دامنی اور کوتاہ نظری کے باعث حضرت موصوف کی جولانیوں کے لئے یکسر ناکافی تھا وہ تو ایک پہلوان از پہلوانان حضرت جلیل تھا اس کے لئے تو کھلا میدان مطلوب تھا ہلال پور میں تو حضرت باوا نانک کی سی حالت تھی کہ

کوئی دن تو پردہ میں مستور تھا
زباں چپ تھی اور سینہ میں نور تھا

لیکن خدادادے اس میں زیادہ عرصہ نہیں گزار سکتے اور پھر

پھر آخر کو مارا صداقت نے جوش
تعشق سے جاتے رہے اس کے ہوش

سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر عازم قادیان ہو گئے اور جاتے ہوئے نہ اپنی زرعی زمین کا کچھ خیال نہ مکانات کا فکر! اور نہ ہلال پور اور اس کے نواح میں دیہات میں بسنے والوں کی عقیدت و احترام نے قدم روکے اور ایک گونہ دیوانگی کی حالت میں نفع و نقصان کے خیالات اور معاشی مشکلات سے یکسر بے نیاز ہو گئے اور گویا اس "دیوانگی" میں جا داخل ہوئے جس کو ان جیسے عاشق ہی سمجھ سکتے ہیں کہ

یہ دیوانگی عشق کا ہے نشاں
نہ سمجھے کوئی اس کو جز عاشقاں

میں نے اپنے ابا جان کی معیت میں بہت چھوٹی عمر میں قادیان جانا شروع کیا اور وہاں پر حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کے ہاں ہی اکثر بیشتر وقت گزرتا۔ ہاں ہم کچھ حصہ وقت حضرت مولانا شیر علی صاحب کے دولت خانہ پر بھی گزارتے تھے موصوف کے ساتھ بھی میرے ابا کے گہرے برادرانہ تعلقات تھے اس کی تفصیل ذرا طویل ہے اور کسی اور موقع پر قارئین کی خدمت میں پیش کروں گا۔

پھر حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کی ذرہ نوازی اور خاکیشی کا یہ عالم کہ قادیان تشریف لے جانے کے بعد اور وہاں پر علمی اور روحانی کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنے مولد ہاں اس کوردیہہ ہلال پور کو بھی بھولے نہیں تھے۔ اور اپنی گوناگوں مصروفیات سے پہلو چھڑا کر ایک آدھ روز کے لئے ہلال پور تشریف لاتے احمدی تو آں موصوف کے گاؤں میں ورود سے بے حد مسرور ہوتے ہی تھے غیراز جماعت لوگ بھی بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ ملتے تھے۔ مجھے ہلال پور میں ایک جگہ پر بیٹھ کر (اللہ کے نام سے جو بڑا رحمٰن و رحیم ہے) کے معانی اپنے دست مبارک سے لکھ کر سمجھائے یہ ۱۹۳۴/۳۵ کا واقعہ ہے اس چھوٹے سے واقعہ سے ایک طرف تو اس عاجز پر آپ کی نوازشات کریمانہ کی جھلک دکھائی دیتی ہے تو دوسری طرف آپ کی معلمانہ اور مربیانہ شان کی ایک تڑپ بھی نظر آتی ہے۔

آپ کے بلند کردار کے شاہد ابھی تک کئی لوگ ہلال پور میں بھی زندہ موجود ہیں ایک خاص وصف فیاضی اور سخاوت کا تھا جس سے آپ متصف تھے اور گاؤں میں آپ کی جود وسخا کی مثالیں بہت بکھری پڑی ہیں اس مختصر سے تعارفی مضمون میں حضرت علامہ ہلال پوری کی سیرت نگاری تو مطلوب نہیں نہ ہی میں اس کا اہل ہوں لیکن حضرت موصوف کے میرے ابا کے ساتھ عدیم المثال مخلصانہ برادرانہ تعلقات تھے جن کا ایک حصہ میں نے بھی باوجود کم عمری کے مشاہدہ کیا اس لئے اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود اپنے آپ کو مقروض سمجھتا رہا ہوں کہ ایسے محسن اور مربی کا کچھ بھی ذکر نہ کر سکوں جس نے ایک کوردیہہ ہلال پور کو گویا ساری دنیا میں شناخت کروادی حضرت مولوی صاحب کے تلامذہ کا دائرہ بہت وسیع ہے اور وہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اسی نسبت سے اہل ہلال پور کو میں نے اپنے سیاحتی دورہ جات کے دوران انگلینڈ، جرمنی، فرانس، سوئٹزرلینڈ اور امریکہ وغیرہ میں بھی مصروف عمل پایا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عمومیم مکرم حضرت مولوی صاحب ہلال پور سے عازم قادیان ہونے والے تھے کہ مجھے ہلال پور سے مڈھ رانجھا ۹/۱۱ میل کی مسافت کے لئے آں موصوف کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو کر لاری پہ سوار کرانے کی ڈیوٹی میرے ابا جان نے سپرد کی۔ ہم ہلال پور سے رات کے تیسرے پہر روانہ ہوئے تھے کوئی اڑھائی تین کی مسافت تھی ہلال پور روانہ ہوتے ہی قرآن کریم کی تلاوت حضرت مولوی صاحب نے شروع کی اور مڈھ رانجھا تک مسلسل پڑھتے گئے لیکن اتنی محویت کے ساتھ اور اتنی شیرینی کے ساتھ کہ وہ حظ میں آج بھی نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جاتے کے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

باوجود اپنے دل و دماغ میں عطر بیزی کرتا محسوس کرتا ہوں کاش کوئی وسیلہ میسر ہوتا تو اس وقت اس ایمانی حلاوت کو ریکارڈ کر لیتا۔ آپ حافظِ قرآن تو نہیں تھے لیکن قرآن کریم کا اتنا کثیر حصہ یاد تھا کہ اڑھائی تین گھنٹے تک مسلسل تلاوت کرتے رہے اس سے حضرت مولوی صاحب کے قرآن کریم کے ساتھ عشق کا اندازہ لگائیے لیکن میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اس جذب و کیف کو بیان کرنے سے یکسر قاصر ہیں جو اس فنا فی اللہ کے لحن میں تھا۔

میں کم سن تھا لیکن طفلانہ کم علمی اور کم فہمی کے باوجود ایسا محسوس کر رہا تھا کہ ایک غواص قرآن حکیم کے روحانیت کے سمندر میں غوطہ زن ہے اور انمول موتی اپنے دامن میں اکٹھے کر رہا ہے۔ پھر مجھے حضرت مولوی صاحب کی زندگی کا وہ دن اور مقام بھی نہیں بھولتا جب میرے والد صاحب ایک مقدمہ میں مبتلا تھے اور پیشی بھگتنے کے لئے ضلع کچہری کا سرگودہا آتے تو قادیان سے وہ یارِ باوفا بھی آن پہنچا اور دونوں ایسے شیر و شکر ہو گئے کہ مقدمہ کی پیروی کا کوئی فکر نہ رہا چند منٹ بعد وہ خدا ترس اور خدا رسیدہ بزرگ دعاؤں میں ایسا مشغول ہو گیا کہ اسے چپ و راست کی کچھ خبر نہ رہی میں دعاؤں میں ایسی محویت اور اضطرار دیکھتا اور محسوس کرتا رہا اور خود بھی حضرت مولوی صاحب کی اقتدا میں جو بن پڑا زیرِ لب پڑھتا رہا کچھ دیر کے بعد میرے ابا عدالت سے باہر آئے اور یہ مژدہ سنایا کہ مقدمہ کا فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا ہے سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں!

آج سوچتا ہوں تو حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ ایسے مجسم ایثار و وفا دنیا میں کتنے ہوں گے نایاب نہیں تو کمیاب بہت ہیں جو اپنے دوست کے دنیاوی جھمیلوں میں ملوث ہونے پر بھی سراپا دعا بن جاتے ہیں۔ اور اپنے نعم المجیبون رب سے نہایت درجہ اضطرار اور بے قراری کے ساتھ تائیدات سماوی کی بھیک مانگتے ہیں۔

آخر میں یہ میرا مختصر سا مقالہ ایک اور لحاظ سے بالکل تشنہ رہیگا اگر میں ان بزرگوں کے ایک تیسرے وفا شعار ساتھی جو وہ بھی حضرت اقدس کے رفقاء میں شامل تھے یعنی حضرت ملک علی حیدر صاحب اعوان آف دوالمیال ضلع چکوال کا ذکر نہ کر دوں۔ یہ تینوں تو گویا ایک مثلث کے تین زاویے تھے۔

مجھے کم عمری میں ان تینوں کی مجالس میں بیٹھنے اور اپنی اہلیت کے مطابق اُن سے لطف اندوز ہونے کے مواقع بھی ملے یوں لگتا تھا کہ ان تینوں پر اکتفا نہیں تھا بے شمار موتی تھے جنھیں ایک لڑی میں پرو دیا گیا تھا۔ اور یہ پھر ایک سلک مروارید کی صورت اختیار کر گئے تھے۔

آج وہ موتی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور اپنا اپنا وقت گزار کر خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں اس مختصر سے نوٹ لکھنے سے میری غرض یہ ہے کہ ہم جو اُن علماء ربانی کے پسماندگان میں شمار ہوتے ہیں اُن کے اس اخلاقی اور علمی ورثے سے بھی حصہ پائیں اور علمی میدانوں میں بھی سب سے آگے رہیں تا جب تاریخ کا قاری ان بزرگ علماء کے حالات اور انکی نادر تصنیفات کا مطالعہ کرے تو ہم پر حقارت سے نظر ڈالتے ہوئے کہ ع سلف جن کے وہ تھے خلف اُن کے یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور اللہ تعالیٰ خود ہمارا کفیل و کارساز ہو۔

ریاضی ___ ہماری ضرورت

★ ——— طارق بشیر ملک ایم ایس سی ریاضی ربوہ

کانٹ کے مطابق "کوئی سائنس اس حد تک سائنس ہے جب تک وہ ریاضی کے تابع ہو" یہی وجہ ہے کہ ریاضی کو "کمانڈر آف سائنس" بھی کہا جاتا ہے۔ دنیا کا کوئی مضمون یا شعبہ زندگی ایسا نہیں جہاں ریاضی کا اطلاق نہ ہو۔ دراصل ریاضی کی ابتداء تخلیق کائنات کے وقت سے ہی ہو گئی تھی زمین و آسمان کی پیدائش۔ قیامت کے دن حساب کتاب سب کچھ ریاضی کے اصولوں کے مطابق ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اہمیت ہر دور میں مسلّم رہی ہے۔ ماہرین تعلیم اور مفکرین نے ہمیشہ ریاضی کو باقی تمام علوم پر فوقیت دی مشہور فلسفی ارسطو نے ایک اکیڈمی قائم کی تھی جس کے باہر یہ لکھا تھا

"اگر آپ جیومیٹری جانتے ہیں تو آپ یہاں قدم رکھ سکتے ہیں"۔

یعنی جو شخص جیومیٹری سے نا آشنا ہے اس کے لئے باقی علوم حاصل کرنا بے فائدہ ہے حقیقت یہ ہے کہ ریاضی کو چھوڑ کر باقی علوم حاصل کرنے والے کسی نہ کسی مرحلے پر ضرور پچھتاتے ہیں۔

کسی بھی شعبہ میں حقیقت حال کا جائزہ لینے کے لئے ریاضی پر دسترس بہت ضروری ہے کیونکہ یہی وہ مضمون ہے جو زندگی کے ہر شعبہ پر پوری طرح حاوی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ریاضی ترقی کا زینہ ہے۔ مثلاً سیاست کو لے لیجئے نپولین کے مطابق "ریاضی کی ترقی سیاست کی ترقی ہے" خود نپولین کے کئی افسران ماہرین ریاضی تھے دراصل ماہرین ریاضی کے بغیر حکومت چلانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ میرے خیال میں اگر حکومت سے ریاضی دانوں کو نکال دیا جائے تو حکومت ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔

محصولات، قیمتوں کا تعین۔ آمدنی کے تخمینے، نفع و نقصان، ٹیکسوں کا حساب اسی طرح پیدائش و اموات کا حساب کتاب لکھنا وغیرہ، غرضیکہ ہر مرحلے پر ریاضی ہی آپکے کام آئے گی لہٰذا ریاضی کے بغیر آگے چلنا ناممکن ہے حقیقت میں ریاضی اور زندگی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

خوراک، لباس، رہائش ہر جگہ ریاضی ہمارے کام آرہی ہے۔ خوراک کو لے لیں کسان کے ہل چلانے، بیج بونے سے لے کر منڈی تک خوراک کے پہنچنے کے تمام مراحل میں ریاضی کا استعمال ہو رہا ہے لباس کی بناوٹ، طول و عرض، ڈیزائن وغیرہ میں ریاضی کا اطلاق ہوتا ہے۔

آج کل علم طب میں ریاضی کا بڑا عمل دخل ہو گیا ہے۔ ٹمپریچر اور دل کی دھڑکنوں کے گراف وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اسی طرح بلڈ پریشر اور مختلف اعضاء کی ترکیب اور مختلف بیماریوں کی تشخیص میں ریاضی استعمال کی جا رہی ہے اسی طرح فزکس میں ٹرگنو میٹری اور کیلکولس استعمال کی جا رہی ہے۔

علم کیمیا میں مساواتوں کو متوازن کرنے کے لئے اس کا استعمال کیا جاتا ہے جغرافیہ میں مختلف مقامات کے فاصلے سکیلز کی مدد سے معلوم کئے جاتے ہیں اسی طرح بائیالوجی میں جراثیم کے بڑھنے کی شرح کے گراف بنائے جاتے ہیں پھر جیالوجی میں مختلف جگہوں کے ٹسٹ ریاضی کی مدد سے کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح نفسیات میں مختلف ریاضیاتی کلیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ کوئی شعبہ یا مضمون ایسا نہیں جو ریاضی کی دسترس سے باہر ہو۔

ریاضی کا اصل مقصد ذہنی تربیت ہے یہ فہم و فراست اور حالات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اور تخلیقی قوتوں کی نشو ونما کرتی ہے۔ انسان کے جمالیاتی ذوق کی تربیت کرتی اور اس کی شخصیت میں نفاست پیدا کرتی ہے۔ انسان کے اندر صبر و تحمل، بردباری اور راست گوئی جیسے اوصاف پیدا کرتی ہے اور حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا کرتی ہے لہٰذا دیکھا گیا ہے کہ ریاضی دان عملی زندگی میں سب سے زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

پس جب تک کسی معاشرہ کے افراد ریاضی کے علم کو اہمیت نہیں دیں گے وہ زندگی کے کسی بھی میدان میں ترقی نہیں کر سکیں گے۔

آج ہماری ترقی کا راز ریاضی کو سمجھنے سے ہی وابستہ ہے۔ اگر اس وقت ہم نے ریاضی کو نہ سمجھا تو پھر کبھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اپنے اندر ریاضی کا شعور پیدا کریں اور اسکو سمجھنے کی بھرپور کوشش کریں۔

انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اسکی دستگیری کرتا ہے

(حضرت اقدس)

شرح چندہ الفضل

سالانہ	۴۰۰
ششماہی	۲۰۰
سہ ماہی	۱۰۰
خطبہ نمبر سالانہ	۱۰۰

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کا ذکرِ خیر

مکرم منظور صادق صاحب ۔ راولپنڈی

ربوہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سونے والی عظیم سے عظیم تر ہستیوں کو جب کبھی چشم تصور سے دیکھتا ہوں تو بے ساختہ غالب کا وہ شعر یاد آجاتا ہے جس کا ایک مصرعہ یہ ہے

ے خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

انہی عظیم شخصیات میں سے ایک شخصیت حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کی تھی جن کا ذکرِ خیر جب الفضل کی چند حالیہ اشاعتوں میں ہوا تو ان کی صحبت میں گذرنے والے چند ایام ایک فلم کی طرح میری آنکھوں کے سامنے آگئے اور یہ چند سطور محض ان کے ذکرِ خیر ہی کے طور پر لکھنے کی دل میں تحریک ہوئی۔

سرگودہا روڈ کے متوازی واقع صدر انجمن احمدیہ کے پرانے کوارٹروں میں سے ایک کوارٹر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بچھی نوار کی ایک عام چارپائی پر شب و روز گذارنے والے اس عظیم اور پُرنور چہرے کے حامل درویش صفت بزرگ ہستی سے میری پہلی ملاقات غالباً ۱۹۶۰ء کے اوائل میں اُس وقت ہوئی جب خاکسار نے تحصیل علم کے لئے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخلہ لیا تھا۔ پھر ملاقاتوں کا یہ سلسلہ برسوں جاری رہا۔ یہاں تک کہ خاکسار ۱۹۶۶ء میں گریجویشن کے بعد مزید تعلیم کے لئے ربوہ سے لاہور منتقل ہوگیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی عنایت ہے کہ خاکسار کو ان چند برسوں میں حضرت حافظ صاحب کے پاس بیٹھنے ان کو قریب سے دیکھنے اور ان کی صحبتِ صالحہ سے استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ایام میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں۔ میں نے جو کچھ پایا وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور پھر حضرت حافظ صاحب اور انہی جیسے دیگر بزرگانِ سلسلہ کی دعاؤں کا ہی ثمر ہے۔

حضرت حافظ صاحب حضرت اقدس کے اوّلین رفقاء میں سے ایک تھے۔ عالم و فاضل ۔ چوٹی کے مناظر۔ صاحبِ علم و قلم اہل زبان شیریں بیان اور قادرالکلام شاعر ہونا آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ آپ کے پاس ہر وقت عقیدت مندوں اور علم دوست احباب کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا اور آپ پیرانہ سالی اور کمزوری کے باوجود ان میں سے ہر ایک کے مقام مرتبے اور ظرف کے مطابق ان سے گفتگو فرماتے۔ ملاقاتیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ اُنہیں دعا کے لئے بھی خطوط لکھتے تھے اور حضرت حافظ صاحب ان سب کو باقاعدگی سے جواب دیتے۔ حافظ صاحب چونکہ بوجہ کمزوری خود جواب لکھنے سے قاصر تھے اس لئے خاکسار اور چند اور خدام بلاناغہ ان کے پاس حاضر ہوتے جن سے وہ خطوط کا جواب لکھواتے۔ خطوط کے جواب دینے میں آپ کی باقاعدگی اور التزام قابلِ رشک تھا۔ اہل زبان ہونے کے باعث آپ کے خطوط بھی علم و ادب کا نادر نمونہ ہوتے۔ اگر خط لکھنے والے نے اپنے خط میں زبان کی کوئی غلطی کی ہوتی تو آپ بڑی حکمت سے اس کی اصلاح بھی فرما دیتے تھے۔

ایک اور بات جو بڑی حیرت انگیز تھی یہ تھی کہ حضرت حافظ صاحب کی یادداشت اور حافظہ بڑھاپے کے باوجود بہت تیز تھا۔ انہیں حضرت اقدس کی کتابوں کے صفحات کے صفحات زبانی یاد تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ آپ نے اپنے کسی ملاقاتی یا ملاقاتیوں سے گفتگو کے دوران اپنے سامنے کی کتابوں سے بھری الماری کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ فلاں خانہ میں اتنی کتابوں کو چھوڑ کر فلاں کتاب پڑی ہے اسے نکالو۔ پھر اس کتاب کا صفحہ نمبر تک یاد ہوتا اور فرماتے کہ یہ صفحہ نکالو اور اس کا فلاں پیرا دیکھو۔ میں پڑھتا ہوں دیکھتے جائیں اگر کہیں بھول جاؤں تو بتا دینا۔ چنانچہ آپ پڑھتے جاتے اور میں دیکھتا جاتا اور ان کی ذہانت اور حافظہ کے کمال پر عش عش کر اُٹھتا اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا علم اور مطالعہ کسقدر وسیع تھا۔

حضرت حافظ صاحب اپنے روزانہ کے ملنے والوں سے بہت پیار اور محبت کا اظہار فرماتے۔ اگر کبھی بوجوہ غیر حاضری ہوجاتی تو ملاقات ہونے پر سب سے پہلے "طویل غیر حاضری" کی وجہ پوچھتے اور باقاعدہ دن گن کر بتاتے کہ اتنے دنوں کی غیر حاضری پر مجھے تشویش ہو رہی تھی۔ ایک ایسا شخص جس کے پاس لوگوں کا تانتا لگا رہتا ہو، اس کی طرف سے اپنے خدام کی اسقدر دلجوئی اور عزت افزائی خدا والوں کا ہی طرہ امتیاز ہے۔

حضرت حافظ صاحب کبھی فارغ نہیں بیٹھتے تھے۔ اوّل تو دن رات ملاقاتوں اور علمی و ادبی محافل کا سلسلہ جاری رہتا لیکن اگر کبھی فرصت کا کوئی لمحہ ملتا تو یہ مطالعہ کتب میں گذارتے آپ کی باتوں میں اسقدر شیرینی تھی کہ سننے والا سنتا ہی جاتا۔ طرزِ بیان اسقدر دلنشیں کہ جو بات کہتے محکم دلائل سے کہتے کہ معترض لاجواب ہو جاتا۔

حضرت حافظ صاحب کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ مگر اُس میں بھی حُسن تھا ایک بار خاکسار کو ان کی عمر دریافت کرنے کی سوجھی۔ مدعا عرض کیا تو شہادت کی انگلی منہ پر رکھ کر فرمایا ارے چُپ رہو کہیں وہ (ملک الموت .... ناقل) سُن نہ لے اور اُسے میں یاد آجاؤں۔ جب میں اپنے مقصد میں ناکام رہا تو میں نے ایک اور رنگ میں عمر معلوم کرنے کی کوشش کی اور یہ استفسار کیا کہ جب آپ نے بیعت کی تھی اُس وقت آپ کی عمر کیا تھی۔ حضرت حافظ صاحب میرا مقصد بھانپ گئے اور بات، باتوں باتوں میں کہیں سے کہیں نکل گئی اور میں پھر مقصد میں ناکام رہا۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حضرت حافظ صاحب جس کمرے میں رہائش پذیر تھے اُس میں آپ کی ایک چارپائی اور چند کرسیوں کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ البتہ کتابوں کا ایک بیش بہا خزانہ آپ کے پاس تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی چارپائی پر بھی دائیں بائیں۔ سرہانے پائنتی غرض چاروں طرف کتابیں پڑی ہوتی تھیں بس یوں سمجھ لیں کہ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہی کتابیں تھیں۔ ایک طرف آپ کی سادہ زندگی۔ سادہ لباس۔ درویشی اور دوسری طرف آپ کا بلند علمی مرتبہ اور آپ کی بزرگی کو دیکھکر "گدڑی میں لعل" والی ضرب المثل صادق آتی [illegible] - آپ بلند پایہ ادیب بھی تھے اور قادرالکلام شاعر بھی۔ حضرت مولانا شمس صاحب اور حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل جیسے سلسلہ کے جید علماء بھی جب بھی کوئی تقریر اور تحریر رقم فرماتے اکثر مسوّدہ حضرت حافظ صاحب کو ملاحظہ کے لئے بھجواتے اور آپ سے دعا کی بھی درخواست کرتے۔

حضرت حافظ صاحب ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے مگر عام دُنیاوی شعراء کے برعکس نام و نمود سے کوسوں دور۔ اہلِ زبان ہونے کے باعث آپ کی زبان شستہ اور آپ کا کلام عارفانہ تھا۔ ایک بار ایک ہی قافیہ اور بحر میں ان کے سینکڑوں اشعار کا ایک قلمی نسخہ دیکھنے کا اعزاز حاصل ہوا جن میں سے ہر شعر اُن کے قادرالکلام ہونے کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت حافظ صاحب کا یہ کلام کسی دیوان کی شکل میں یا سلسلہ کے لٹریچر میں شائع ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو اس کی اشاعت نہ صرف جماعت کے لٹریچر میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا بلکہ علم و ادب کی بھی عظیم خدمت ہوگی۔

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے صدقہ کی تحریک

حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:-
"اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے۔"

فضل عمر ہسپتال خدمتِ خلق کی قابلِ رشک تاریخ کا مالک ہے۔ ہزاروں لوگ یہاں احباب کرام کے عطیات سے مفت شفا پاتے ہیں۔ اس ہسپتال کے مستحق مریضوں کے لئے صدقہ کی رقوم ارسال فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

"سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خودپسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔"

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سعادت بیگم صاحبہ آف راولپنڈی کا ذکرِ خیر

مکرم عبدالحفیظ ملک صاحب۔ رحمان پورہ لاہور

میری والدہ محترمہ سعادت بیگم صاحبہ آج سے تقریباً پانچ سال قبل ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں آپ حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب رفیق حضرتِ بانی سلسلہ کی صاحبزادی اور حضرت مولوی مہردین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ جن کا شمار تین سو تیرہ (۳۱۳) رفقاء میں نمبر ۲۰۴ پر ہوتا ہے کی بہو تھیں۔ آپ اپنے دور میں راولپنڈی کی جماعت میں اہم عہدیداروں میں شامل تھیں اور گراں قدر خدمات سرانجام دیتی رہیں۔

آپ نے راولپنڈی میں بحیثیت سیکرٹری مصباح و سیکرٹری رشتہ و ناطہ اور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کام کیا۔

جہاں تک اولاد سے محبت کا تعلق ہے وہ ہر والدہ اپنی اولاد سے کرتی ہے اور اس کا ہر لمحہ ان کی خاطر دعاؤں میں معروف رہتا ہے۔ مگر میں اس وقت جس محبت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اس کا اپنا ہی ایک انداز ہے۔ اپنی ایک لذت ہے۔

خاکسار کا ایف ایس سی فزکس کا پرچہ تھا یہ عاجز اپنی والدہ صاحبہ کو دعا کی درخواست کر کے گھر سے روانہ ہوا۔ والدہ نے معلوم ہوتا ہے کہ دل میں تہیہ کیا کہ وہ پرچے کے دوران سارا وقت دعا کرتی رہیں گی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی پرچہ ختم ہونے میں تقریباً ایک گھنٹہ باقی تھا کہ گھر میں کچھ قریبی مہمان آ گئے چنانچہ والدہ کو یہ فکر لاحق ہوا کہ وقت یونہی گفتگو میں نہ گزر جائے چنانچہ آپ نے اس کا حل یہ سوچا کہ خاکسار کی بڑی بہن کو ان کے پاس بٹھایا اور خود بازار تشریف لے گئیں۔ اگرچہ اس وقت کسی چیز کی حاجت نہ تھی آپ نے تقریباً ایک گھنٹہ مختلف گلیوں میں گزارا اور یہ تمام وقت حمدِ باری تعالیٰ اور اس کے حضور اس خاکسار کی کامیابی کے لئے دعا میں گزارا۔

اسی طرح اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ بیٹا میں نے تمہارے لئے اتنی دعائیں کیں ہیں کہ میرے جبڑے تھک گئے ہیں۔

پس یہ وہ مبارک وجود تھا کہ ان کے جس پہلو کو بھی دیکھوں ایک نور کا پرتو معلوم ہوتا ہے۔ اپنے اندر بے پناہ شفقت اور پیار کو سموتے ہوتے تھیں۔

اس کے علاوہ خدمتِ خلق کا جذبہ اس حد تک نمایاں تھا کہ اگر کسی کی ضرورت کو پورا کرنا ہوتا تو وہ خود جا کر پورا کرتیں تاکہ اُس کو تکلیف نہ ہو۔ بعض دفعہ اُن کی صحت اور تھکاوٹ کا خیال کر کے یا بشری کمزوری کی وجہ سے جو ہر انسان میں ہوتی ہے ان کو کبھی روکا جاتا اور منع کیا جاتا کہ آپ ہر وقت کہاں جاتی رہتی ہیں تو مسکرا کر جواب دیتیں کہ دیکھو میں نے تمہارا تو کوئی کام نہیں چھوڑا اگر اپنے آرام کرنے کے وقت جا رہی ہوں تو تم لوگوں کو کیا اعتراض ہے۔

ربِّ کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ میری پیاری والدہ پر ان گنت فضل اور رحمتیں نازل کرے اور لاانتہا انعامات سے سرفراز فرمائے۔ اس کے ساتھ یہ راقم اپنے تمام قارئین کی خدمت میں یہ پُر زور اور دردمندانہ درخواست کرتا ہے کہ وہ کم از کم ایک دفعہ اس تحریر کو پڑھنے کے بعد اس عاجز کی والدہ کے لئے دردِ دل سے دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن جزا دے۔

پیارے ابا جان کی یادیں

امۃ المتین حلقہ سعید منزل قیادت نمبر ۱ کراچی

میرے پیارے ابا جان ۲۱ اگست ۱۹۸۹ء کو شام سوا چار بجے کراچی میں انتقال کر گئے جنازہ ۲۲ اگست کو ربوہ لایا گیا اور بعد نمازِ عصر تدفین ہوئی۔

میرے والد کا اسم گرامی قریشی نذیر احمد تھا آپ مکرم منشی عبدالعزیز دہلوی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور قریشی بشیر احمد (واہ کینٹ) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کے والد محترم (جن پر بے شمار رحمتیں ہوں) اس چشمہ کی طرف لائے۔ بہت ہی نیک اور دعا گو انسان تھے۔ انہوں نے سچے خوابوں کے بعد حضرت بانی سلسلہ کے ہاتھوں ۵۳ ویں نمبر پر بیعت کی اور احمدیت قبول کی اور حضرت اقدس کے ارشاد پر تالیفی رسالہ "حیرت کی حیرانی" اور "[illegible] اللہ کی پریشانی" لکھی۔

ان کی بہت سی باتیں ہمارے لئے یادوں کا خزینہ بن گئیں۔ نماز کے پابند تلاوتِ قرآن کا شغف رکھتے اور باقاعدہ ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔ دعاؤں میں اپنے پرائے سب کو سچے دل سے یاد کرتے تھے۔ ہم سب ان کی دعاؤں سے محروم ہو گئے۔

میں نے اپنے ابا جان کو خدا کا شکر گزار بندہ پایا۔ وہ ایک بہترین باپ اور بہترین خاوند تھے۔

ویسے تو کافی عرصہ سے بیمار تھے لیکن وفات سے ایک سال قبل جبکہ فالج کا شدید حملہ ہو گیا تھا بستر پر لیٹے رہتے تھے۔ چلنا پھرنا بند ہو گیا تھا لیکن زبان پر ہمیشہ "خدا کا شکر ہے" کے الفاظ ہوتے تھے۔

بیماری کے دوران جو میں نے صبر و تحمل دیکھا وہ شاید ہی کسی میں ہو۔ اپنی بیماری سے بالکل نہ گھبرائے نہ کسی قسم کی پریشانی کا اظہار کرتے تھے۔

ڈاکٹر جب بھی معائنہ کے لئے آتے ہمیشہ خوش اخلاقی سے جواب دیتے کہ "خدا کا شکر ہے میں بالکل ٹھیک ہوں" حالانکہ فالج کا شدید حملہ ہو چکا تھا۔ ان گنت گولیاں اور کڑوی کسیلی دوائیں نہایت خندہ پیشانی سے کھا لیتے۔

اے اللہ! تو میرے پیارے ابا جان کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور تا قیامت ان کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے جائیں۔ اے خدا ہمیں بھی دلی صبر عطا فرما اور ہم زبان سے ہی نہیں بلکہ دل سے بھی یہ کہنے والے ہوں کہ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو۔

یادِ رفتگاں

صوبیدار محمد شفیع انور صاحب کا ذکرِ خیر

میرے پیارے والد صاحب محترم صوبیدار محمد شفیع انور ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کی صبح جمعۃ المبارک کے روز اچانک فالج کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ پورا مہینہ اسی عارضے میں مبتلا رہ کر ۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء کو اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ والد صاحب دسمبر ۱۹۱۱ء میں بھارت کے گاؤں عالم پور کوٹلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد یعنی ہمارے دادا جان آپ کی پیدائش کے جلد بعد وفات پا گئے۔ اس لئے کچھ عرصہ اسی گاؤں میں مقیم رہ کر ہماری دادی جان اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے ساتھ قادیان تشریف لے گئیں۔ اور باقاعدہ طور پر سیدنا حضرت فضلِ عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میری دادی جان کا خاندان حضرت مولوی وزیر الدین صاحب جو کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ۳۱۳ رفیقِ خاص میں شامل تھا سے ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت سے عشق اور محبت والد صاحب کے خون میں شامل تھی ۲۶ سال تک آرمی میں رہے۔ جہاں اپنے پرائے سبھی ابا جی کی انتھک محنت، دیانتداری، سچائی، اور راستبازی کے معتقد رہے۔ یہی وجہ تھی کہ یونٹ میں جہاں تبدیل ہو کر جاتے، آپکے اعلیٰ افسران پہلے ہی سے آپکی ڈیوٹی سپلائی ڈپو پر لگاتے ہوئے لکھتے کہ انور ہے تو ایماندار مگر ہے قادیانی۔ خدا کے فضل سے آرمی سے باعزت ریٹائر ہوئے تو کچھ عرصہ دفتر تحریک جدید کے تحت سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ بعد ازاں ذاتی کاروبار میں داخل ہو گئے جہاں زندگی کے آخری ایام تک بڑی تندہی سے کام کیا۔

اللہ تعالیٰ نے میرے پیارے ابا جی کو بہت سی نیک عادات و خصائل سے نوازا تھا۔ میں نے اپنے باپ کو بیٹے کے روپ میں دیکھا تو نہیں مگر جاننے والوں نے بتایا کہ اپنی ماں کی نہایت فرمانبردار اولاد تھے۔ خاوند کے روپ میں دیکھا تو نہایت حسنِ سلوک کرنے والے، اپنی بیوی سے۔ میرے ننھیال سب کے سب غیر از جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود امی جان کی خوشی کے لئے ان سے آج تک رابطہ قائم کئے ہوتے تھے۔ ان سے احسن سلوک کرتے۔ ہماری نانی اماں سے اپنی والدہ جیسی اپنائیت اور چاہت کا اظہار کرتے۔ باپ کے روپ میں دیکھا تو نہایت پیار کرنے والے، شفیق باپ تھے۔ بچوں سے اس قدر دوستانہ تعلقات قائم رکھتے کہ بعض اوقات ہماری سہیلیاں دیکھ کر بڑی حیرت کا اظہار کرتیں "ہائے تمہارے ابا اتنے اچھے ہیں"۔ ہماری کم سنی میں امی جان کے گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹاتا نا حتّٰی کے گھر میں جھاڑو بھی دے لیتے اور بڑی خوشی کا اظہار فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

طبیعت نہایت سادہ تھی کسی بھی فعل میں تصنّع پسند نہ کرتے، جھوٹ اور منافقت سے سخت نفرت کرتے تھے۔ اللہ پر توکل اور قناعت پسند تھے۔ طبیعت میں غصہ ضرور تھا مگر دل کے نہایت حلیم تھے۔ دل میں کبھی کسی کیلئے میل نہ رکھتے تھے۔

ابا جی کی اپنی تعلیم تو میٹرک تھی مگر اپنے بچوں کے لئے اچھی اور اعلیٰ تعلیم کے ہمیشہ خواہاں رہے۔ خصوصاً بچیوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بیٹوں کی نسبت بیٹیوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کا خیال رکھتے اور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مضمون نگار حضرات سے التماس

الفضل کے مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ وہ ایک اہم اصول ذہن نشین فرمالیں ۔ وہ اصول یہ ہے کہ جسقدر آپ کا مسودہ خوشخط اور صاف لکھا ہوگا اسی قدر اخبار کی چھپائی اچھی اور صاف ہوگی ۔ اگر مسودہ صاف اور خوشخط نہ ہوگا تو کاتب صاحبان جگہ جگہ غلطی کریں گے ۔ ان کی درستی طباعت پر اور نفاست کے ذوق پر اثر انداز ہوگی ۔ پروف کی غلطیاں بڑھیں گی ۔ اس لئے درخواست ہے کہ مسودہ لکھتے وقت یہ امر یاد رکھیں کہ جو لفظ آپ نے صاف لکھا ہی نہیں اس کے بہرحال غلط ہی چھپنے کا امکان ہے ۔

(ایڈیٹر)

واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے!

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ ۳ ، اپریل ۱۹۸۷ء میں فرماتے ہیں :-

" دوست یاد رکھیں کہ وقف زندگی دراصل سنت انبیاء ہے ۔ انبیاء کے بچوں سے زیادہ دنیا میں اور کوئی معزز نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں ۔ اس طرح گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے ۔

احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے ۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اس نیت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں تاکہ ان کی صلاحیتوں سے بعد ازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہے ۔ تو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کو دینا ہے ۔ اس لئے جن کو بھی توفیق ہے وہ اس تحفے کے لئے تیار ہو جائیں "

جن والدین کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت اپنے بچے وقف کے لئے پیش کریں ۔ ۳ ، اپریل ۸۷ء سے پہلے پیدا ہونے والے بچے وقف اولاد میں اور ۳ ، اپریل ۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والے بچے وقف نو میں شامل ہونگے ۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

آج وقف کی روح بھرپوری شدت کے ساتھ ہماری جماعت کے اندر زندہ ہونی چاہیئے !

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں :-

" آج وقف کی روح بھرپوری شدت کے ساتھ ہماری جماعت کے اندر زندہ ہونی چاہیئے کیونکہ دنیا پیاسی ہے اور اسکی پیاس سوائے احمدیت کے کوئی اور نہیں بجھا سکتا جب تک ہمارے پاس کافی تعداد میں واقفین موجود نہ ہوں اس وقت تک ہم یہ کام نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کہاں ہیں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی بہنیں جو اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کریں اور کہاں ہیں حضرت اسماعیلؑ کے وہ بھائی جو دنیا چھوڑ کر اور دنیا کی لذت آرام اور عیش سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف آئیں اور اس کی خاطر بیابانوں میں اپنی زندگیاں گزارنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں " (الفضل ۴ ، مئی ۱۹۶۶ء)

احباب جماعت جو اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں ۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

جماعت راولپنڈی ۔ مکرم شیخ عبدالوہاب صاحب امیر جماعت اسلام آباد ۔ امیر جماعت لاہور و کراچی نیز حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کی بہنیں اور احباب جماعت عیادت کے لئے تشریف لائے اور اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے نیز ان کی وفات پر بھی بیشمار بزرگ و احباب اور بہنوں نے گھر تشریف لا کر نیز اندرون اور بیرون ملک بذریعہ خطوط تعزیت کی ۔ اور اس جانکاہ صدمہ کے موقع پر ہمارے دلوں کو ڈھارس بندھائی ۔ اور ہمیں اپنی دعاؤں سے نوازا جس کے لئے میں دلی طور پر بے حد ممنون ہوں ۔ اور ان تمام بزرگ بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور یہ درخواست کرتی ہوں کہ میرے شوہر کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں ۔ اور مجھے بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو ۔

مسز خواجہ عبدالغنی صاحب ایڈووکیٹ
F-۶۱-۷ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

ایک پاکیزہ تقریب

مکرم مشہود احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ ضلع خانیوال کے بھانجے عزیز جواد احمد ابن ظفر احمد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ سال چار ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ ختم کر لیا ہے ۔

مورخہ ۶ جنوری بروز جمعۃ المبارک اس ضمن میں ایک تقریب منعقد ہوئی ۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ عزیزم کی صحت و سلامتی ، وسعت ذہانت اور دینی و دنیاوی علوم میں ترقی کے لئے دعا کریں ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو سلسلہ احمدیہ کا مستعد خادم بنائے ۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان کے احمدی طلباء کیلئے

مکرم ناظر صاحب تعلیم اطلاع دیتے ہیں کہ وہ احمدی طلباء جن کا داخلہ نشتر میڈیکل کالج ملتان میں ہو رہا ہے وہ مندرجہ ذیل طلبہ سے رابطہ کریں ۔

۱ ۔ طاہر محمود عمر ۔ سال آخر (ایم بی بی ایس) کمرہ نمبر ۱۳۰ سینا ہال نشتر میڈیکل کالج ملتان

۲ ۔ مبارک احمد بٹر سال آخر (ایم بی بی ایس) کمرہ نمبر ۱۹۱ سینا ہال نشتر میڈیکل کالج ملتان

انہیں ہمیشہ پورا کرتے کی کوشش کرتے ۔ کبھی کسی کی دل شکنی کرنے کو پسند نہ کرتے ۔ ہمسائیوں سے حسن سلوک پر انہیں خاص توجہ دلاتے رہتے ۔ غریب اور حاجت مندوں کی ضروریات اپنی حیثیت کے مطابق ضرور پورا کرنے کی کوشش کرتے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق رکھتے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے حتیٰ کہ جانوروں میں کتے کے جسم سے چیچڑیاں پکڑ پکڑ ختم کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتے کی چیچڑیاں بھی رحم کے خیال سے نکالے گا وہ بھی جنتی ہوگا ۔ مخلوق خدا سے ہمدردی اسوۂ حسنہ کی پیروی میں کرتے غرض بہت ہی پیار کرنے والا ، ہمدرد ، مونس وغم خوار وجود جو کہ ہمارا باپ ہی نہیں مخلص دوست بھی تھا ۔ اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ احباب جماعت جنہوں نے اباجی کی بیماری کے دوران اور وفات کے بعد ہماری ڈھارس بندھائی ایک بار پھر ہمارے عظیم باپ کے لیئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں والی جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور روز حساب انکا حساب آسان کرے اور اپنے پیاروں کا قرب انہیں عطا کرے

ریحانہ تسنیم دختر محترم محمد شفیع انور ۲۳/۲۰ دارالنصر غربی ربوہ

برادرم محمد شفیع صاحب انور خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور ان کی پہلی شادی خاکسار کی بڑی بہن محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ سے (جو ۱۹۴۳ء میں وفات پا کر قادیان بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں) ہوئی ۔ جن کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ۔ بیٹا آجکل بیرون پاکستان ہے ۔ ایک بیٹی فیصل آباد کے ایک سکول میں معلمہ ہے اور دوسری بیٹی گزشتہ ایام میں کراچی میں وفات پا گئیں ۔ برادرم انور صاحب نے قادیان اور پھر قلعہ شیخوپورہ میں خاکسار کے ساتھ تعلیم حاصل کی ۔ لیکن میٹرک کرنے سے پہلے ہی سکول کو خیر باد کہہ دیا ۔ اور اپنا کاروبار شروع کر دیا ۔

نسیم سیفی ۔

شکریہ احباب و درخواست دعا

میرے شریک حیات مکرم خواجہ محمد عبدالغنی صاحب ایڈووکیٹ عرصہ ڈیڑھ سال کی طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۴ دسمبر ۸۸ء کو ہمیں داغ مفارقت دیکر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے ۔ ان کی علالت کے دوران بیشمار بزرگان جماعت خصوصاً مکرم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر جماعت راولپنڈی مکرم مجیب الرحمن صاحب ایڈووکیٹ امیر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

یوم پیشگوئی (فضل عمر) کے موقع پر خواتین کے نہایت کامیاب جلسہ کا انعقاد

ربوہ کی خواتین کی بہت بڑی تعداد والہانہ جوش و جذبہ سے جلسہ میں شامل ہوئی

لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام ۲۰ فروری کو جلسہ یوم پیشگوئی (فضل عمر) پوری شان کے ساتھ احاطہ لجنہ میں منعقد کیا گیا۔

جلسہ کی صدارت حضرت سیّدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فرمائی۔ ممبرات ربوہ اور ناصرات کی ایک بہت بڑی تعداد اس جلسہ میں شامل ہوئی۔ ممبرات نے سبز دوپٹے اس دن کی مناسبت سے اوڑھے ہوئے تھے۔

سوا تین بجے سہ پہر کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ ریحانہ باسمہ صاحبہ نے کی۔ اس کے بعد درثمین سے نظم مکرمہ خالدہ سلطانہ نے خوش الحانی سے پڑھی۔

ازاں بعد ناصرات الاحمدیہ کا مختصر سا پروگرام پیش کیا گیا۔ جس میں امۃ الشکور۔ درثمین خان ندرت عائشہ اور امۃ النور منصورہ نے تقاریر کیں اور عطیۃ الباری عینی اور صادقہ انیسہ نے ترنم سے نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد لجنہ کی متعدد مقررات نے تقاریر کیں اور پیشگوئی کی اہمیت و عظمت، حضرت فضل عمر کی سیرت۔ آپ کی علمی خدمات، حضرت فضل عمر کا علم قرآنی۔ حضرت فضل عمر کے کارنامے اور ۲۰ فروری کی اہمیت بیان کی۔ درمیان میں نظمیں خوش الحانی سے پڑھی گئیں۔ آخر میں مکرمہ ساجدہ حمید خان صاحبہ انگلستان نے تقریر کی اور واضح کیا کہ "قومیں اس سے برکت پائیں گی" کے الفاظ کس طرح پوری آب و تاب سے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

بعد ازاں حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ سیدہ ام متین صاحبہ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے پیشگوئی کا پس منظر بیان فرمایا نیز اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے پیشگوئی کے وہ الفاظ دہرائے جن میں ان کی غرض بیان ہوئی ہے پھر آپ نے اس کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قدرت اور دین کے غلبہ کے اظہار کے لئے خدا نے اس پیشگوئی کو ظاہر فرمایا۔

آپ نے خواتین کو اس سلسلے میں ان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اپنی روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے ممبرات کو توجہ دلائی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات غور سے سنیں اور اس میں حضور نے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے اس پر عمل کریں اور بہت دعاؤں کے ساتھ ذکر الٰہی کرتے ہوئے خدا سے رحم مانگتے ہوئے دین کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہوں۔ خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے پُر اثر اور دلنشیں خطاب کے بعد حضرت طاہرہ صدیقہ صاحبہ نے تمام ممبرات ربوہ کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کیا۔

دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ جلسہ نہایت وسیع حاضری پر مشتمل تھا۔ ربوہ کی خواتین کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ جس قدر جگہ خواتین کے لئے مقرر کی گئی تھی اس سے کہیں زیادہ خواتین جوق در جوق اور والہانہ جوش و جذبہ سے تشریف لائی ہوئی تھیں۔ اور اس طرح تقاریر کے علاوہ حاضری کے اعتبار سے بھی یہ ایک غیر معمولی طور پر کامیاب جلسہ تھا۔

خبریں

• صدر غلام اسحٰق نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف سے کہا ہے کہ وفاقی حکومت سے محاذ آرائی ختم کر دی جائے اور ملک میں جمہوریت کے استحکام کے لئے لچکدار رویہ اپنایا جائے۔ یہ بات وزیر اعلیٰ بلوچستان جناب اکبر بگٹی نے فورٹریس سٹیڈیم میں صنعتی نمائش کے افتتاح کے موقعہ پر اخبار نویسوں کو بتائی۔

• فورٹریس سٹیڈیم لاہور میں ہارس اینڈ کیٹل شو کی سالانہ تقریبات شروع ہو گئیں۔ صدر مملکت غلام اسحٰق خاں نے میلے کا افتتاح کیا۔ صدر مملکت نے قومی میلے میں دلفریب اور رنگا رنگ پروگرام دیکھے جن میں ہزاروں بچوں کی پریڈ کا دلفریب مظاہرہ جرمن نوجوانوں کے حیران کن موٹر سائیکلوں کے کرتب۔ افغان مجاہدین کی طرف سے "بزکشی" کا حیرت انگیز مقابلہ۔ گلگت کا پولو کاشت بذار کھیل پاکستان آرمی کا اجتماعی بینڈ شامل ہیں۔ آخر میں صدر مملکت نے انعامات تقسیم کئے

• پھاڑیانوالی (گجرات) کے قریب ایک تیز رفتار کار بے قابو ہو کر قادر آباد نہر میں گر گئی۔ جس کے نتیجے میں کار میں سوار پانچ افراد موقع پر ہلاک ہو گئے۔

• وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے گذشتہ روز جاپان کے شہنشاہ اکی ہیٹو سے شاہی محل میں ملاقات کی۔

• افغان نیوز ایجنسی کے مطابق افغانستان میں روسیوں کی جگہ بھارتی مشیروں نے لے لی ہے۔ گذشتہ برس نجیب اللہ کے دورہ دہلی کے دوران جو خفیہ معاہدہ ہوا تھا۔ یہ کارروائی اس سلسلے میں کی گئی ہے

• وفاقی حکومت نے ۱۰ سالہ قومی صحت پالیسی کا مسودہ تیار کیا ہے۔ جس میں صدی کے آخر تک بنیادی سطح سے صحت کی عالمگیر ضروریات فراہم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

میلہ مویشیاں دیکھنے والوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اکبر بگٹی۔ صوبائی وزراء۔ سینٹ قومی و صوبائی اسمبلی کے ارکان کے علاوہ غیر ملکی مہمان بھی شامل تھے۔

• امریکی صدر جارج بش نے پاکستان میں جمہوری حکومت کے قیام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم سب امریکی پاکستان میں جمہوریت کی آمد کو سلام کرتے ہیں

• سلمان رشدی کی کتاب کے امریکی پبلشر "وائکنگ" نے متنازعہ کتاب کی فروخت عارضی طور پر معطل کرنے کے بعد دوبارہ اس کی فروخت شروع کر دی ہے نیویارک میں مقیم مسلمان اس امریکی پبلشر کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے آج مظاہرہ کریں گے

• اوپننگ بیٹسمین باسط علی کو پاکستان کی انڈر ۱۹ ٹیم کا تیسرے میچ کے لئے کپتان مقرر کیا گیا ہے۔ یہ میچ ۲۸ فروری کو نیشنل سٹیڈیم کراچی میں ہوگا

فٹ بال کے کھلاڑی متوجہ ہوں

ربوہ کے فٹ بال کے کھلاڑیوں کے ٹرائل یکم مارچ ۱۹۸۹ء کو سہ پہر ۳ بجے ڈگری کالج گراؤنڈ پر ہونگے۔ تمام کھلاڑی وقت پر پہنچ جائیں

مقامی صدر فٹ بال
مجلس صحت ربوہ

▲ ایئر کنڈیشنر ▲ فریج
▲ واشنگ مشین ▲ ڈیپ فریزر
▲ ریگولیٹر اور وولٹیج سٹیبلائزر
خریدنے کیلئے تشریف لائیں

فخر الیکٹرانکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ
جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
فون 223347 - 65835

بواسیر کورس PILES Course
قیمت فی کورس ۴۰/- ڈاک خرچ علاوہ۔ لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: ۶۰۶/۷۷۱